ISSN: 2959-2224 (Online) and 2959-2216 (Print)
Open Access: https://journals.iub.edu.pk/index.php/uas/index
Publisher by: Department of Hadith, The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan.

غربت کے خاتمے کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ کی اختیار کردہ حکمت عملی کا تجزیاتی مطالعہ

Prophetic Strategies for Poverty Alleviation: An Analytical Study in the Light of Seerah

Dr. Navid Iqbal
Assistant Professor, Department of Hadith & Hadith Sciences, AIOU, Islamabad.
Email of corresponding author: navid.iqbal@aiou.edu.pk

Received: 1/7/2026 **Peer-reviewed:** 24/7/2026 **Accepted:** 25/8/2026
Article Link: https://journals.iub.edu.pk/index.php/uas/article/view/4763

Abstract:
This research paper presents an analytical study of the comprehensive and balanced strategy adopted by the Prophet Muhammad (PBUH) to address the pervasive and complex socio-economic issue of poverty. It clarifies that poverty is not merely an economic weakness but the root cause of social disintegration, crime, feelings of deprivation and instability, for which Islam has provided a holistic system. The Noble Prophet (PBUH) did not limit Himself to temporary relief for eradicating poverty; rather, he established an integrated framework that encompasses spiritual, moral, economic and social dimensions. The study offers a detailed review of prominent initiatives from the Prophetic era, including the Mu'akhat (brotherhood) of Medina for fostering social and economic harmony; promotion of labor and self-reliance; establishment of the Medina market with a transparent trade system; institutionalization of Zakat; prohibition of usury; agricultural reforms; prevention of hoarding; encouragement of benevolent loans establishment of the Bait al-Mal social welfare; the Waqf system; promotion of craftsmanship; wealth circulation; thriftiness; and spending in the way of Allah. The paper highlights that the Prophetic strategy for eliminating poverty extends beyond mere provision of material resources, deeply intertwining with the establishment of human dignity, self-respect and societal justice. This system formed a welfare-oriented society ensuring equitable distribution of wealth, provision of economic opportunities and protection of vulnerable classes. Furthermore, the research demonstrates that the Prophetic approach remains highly effective and applicable to contemporary economic and social challenges, provided it is implemented in its original spirit.

Keywords: Poverty, Prophetic Strategy, Mu'akhat of Medina, Qard Hasan, Economic Justice, Social Welfare

© 2026 The Author(s).
This article is published under the terms of the Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International (CC BY-NC 4.0). The full terms of this license may be seen at https://creativecommons.org/licenses/by-nc/4.0/.

تمہید

غربت کی صورتحال انسانی معاشروں کے لیے ہر دور میں سب سے خطرناک چیلنجز میں سے ایک سمجھی جاتی ہے کیونکہ اس کے گہرے منفی اثرات فرد اور معاشرے دونوں پر مرتب ہوتے ہیں۔ یہ سماجی ڈھانچے کی انتشار کا باعث بنتی ہے جرائم کی فضا کو پھیلاتی ہے، نفرت اور محرومی کی جذبات کو پروان چڑھاتی ہے اور ساتھ ہی جامع ترقی اور معاشرتی استحکام کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ بشریت صدیوں سے سے پریشان رہا ہے اور مختلف نظاموں نے اسے حل کرنے کی کوشش کی، مگر ان میں سے اکثر مستقل حل تک نہ پہنچ سکے۔ ان تمام چیلنجز کے درمیان اسلام نے غربت کے خاتمے کا ایک مکمل اور مربوط منہج پیش کیا، جو عقیدے، اخلاقی اور تشریعی بنیادوں پر قائم ہے۔ اسلام نے غربت کی جڑوں اور اسباب کو ختم کرنے والی ایک جامع نظام سازی کی اور ساتھ ہی سماجی انصاف اور انسانی تکافل کے اصولوں کو مضبوط کیا۔ اللہ کے رسول ﷺ اس منہج کے اعلیٰ ترین مجسم ہیں، جنہوں نے ان اصولوں کو مدنی معاشرے میں عملی طور پر نافذ کیا، ایک رحم دل اور تکافلی معاشرہ قائم کیا جہاں طبقاتی تفریق کم ہو گئی اور اخوت و ایثار کی روح غالب آ گئی۔

نبوی حکمت عملی غربت کے علاج میں اپنی جامعیت اور توازن کی وجہ سے ممتاز ہے، جو روحانی اصلاح، اخلاقی ہدایت، معاشی تنظیم اور مالیاتی احکام کو یکجا کرتی ہے۔ ایک طرف تو نبی ﷺ نے نفوس میں ایمانی اقدار جیسے صبر، قناعت اور اللہ پر توکل کو پیوست کیا، جس سے غربت کا شعور کمزور پڑتا ہے اور انسانی وقار بلند ہوتا ہے۔ دوسری طرف آپ علیہ السلام نے سماجی تکافل کے لیے عملی ذرائع مقرر کیے جیسے زکوٰۃ کی فرضیت، صدقات، کفارات، وقف، حلال کمائی پر اکسانا، بے کاری اور تواکل کی ممانعت۔ اس نبوی حکمت عملی کی نمایاں نشانیوں میں مہاجرین و انصار کے درمیان اخوت کا نظام ہے، جو انسانی تاریخ میں سماجی تکافل کا ایک منفرد نمونہ ہے۔ اس میں صحابہ نے مال و منزلیں تقسیم کیں اور ایثار و قربانی کی اعلیٰ ترین مثالیں قائم کیں۔ اس کے علاوہ نبی ﷺ نے عدل و انصاف پر مبنی اسلامی بازار قائم کیا، جہاں احتکار، سود اور دھوکہ دہی کی ممانعت نے معاشی توازن قائم کیا اور طبقاتی خلیج کم کی۔ یہ بات واضح ہے کہ نبوی منہج میں غربت کا علاج صرف مادی پہلوؤں تک محدود نہ تھا، بلکہ انسانی اور نفسیاتی ابعاد کو بھی شامل کیا گیا۔ آپ علیہ السلام نے غریب کی عزت نفس کی حفاظت پر زور دیا، اس کی ذلت و تحقیر سے منع کیا اور اسے ایسے احترام اور مدد سے نوازا جو اس کی انسانی حیثیت برقرار رکھے۔ آپ علیہ السلام نے معاشرے کو کمزور طبقات کی اجتماعی ذمہ داری کا شعور دیا، جس سے ایک مربوط معاشرہ بنا جہاں تضامن و تکافل کی روح سرکش ہوئی۔ اسی اہمیت کی روشنی میں یہ تحقیقی مقالہ رسول اللہ ﷺ کے غربت کے علاج کی حکمت عملی پر روشنی ڈالتا ہے۔ یہ مقالہ اس منہج کی عصری حقیقتوں اور معاشی سماجی چیلنجز میں اطلاق کی صلاحیت کو بھی اجاگر کرتا ہے۔ مذکورہ حقائق کی بنیاد پر یہ مطالعہ نبوی حکمت عملی کے اجزا کا تجزیہ کرنے، اس کی خصوصیات و فضائل کو آشکار کرنے اور تکافلی متوازن معاشرے کی تعمیر میں اس کے اثرات کو بیان کرنے کا مقدم اور سامنے رکھتا ہے، تاکہ عصر حاضر کی ایک اہم ترین مسئلے کے حل کے لیے نبوی حکمت عملی تفصیل سے پیش کیا جا سکے۔

1۔ مواخاتِ مدینہ اور سماجی و معاشی بھائی چارے کا قیام

ہجرتِ مدینہ کے موقع پر مہاجرینِ مکہ اپنی تمام منقولہ اور غیر منقولہ جائیدادیں کفارِ مکہ کے پاس چھوڑ کر خالی ہاتھ مدینہ پہنچے تھے۔ مدینہ کی معیشت اس وقت بنیادی طور پر زراعت پر مبنی تھی اور مہاجرین کی بڑی تعداد کی وجہ سے وہاں ایک معاشی بحران پیدا ہونے

کا خدشہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس نازک صورتحال میں "مواخات" (بھائی چارے) کی ایسی حکمتِ عملی پیش کی جس کی مثال انسانی تاریخ میں نہیں ملتی۔ آپ علیہ السلام نے حضرت انس بن مالکؓ کے گھر میں انصار اور مہاجرین کو جمع کیا اور ایک ایک مہاجر کو ایک ایک انصار کا بھائی بنا دیا۔

مؤخات کی تناظر میں معاشی بحالی کی حکمتِ عملی

یہ مواخات محض ایک روحانی تعلق نہیں تھا بلکہ اس کے پیچھے ایک گہرا معاشی فلسفہ کارفرما تھا۔

سرمائے اور وسائل کی منصفانہ تقسیم:

انصارِ مدینہ نے اپنے مکانات، باغات اور مال میں اپنے مہاجر بھائیوں کو برابر کا شریک بنایا۔ اس سے مدینہ کے محدود وسائل پر دباؤ تقسیم ہو گیا اور مہاجرین کو فوری طور پر چھت اور خوراک میسر آ گئی۔

پیداواری اشتراک:

انصار کے پاس زمینیں تھیں مگر ان کے پاس کام کرنے والے افراد کی کمی تھی، جبکہ مہاجرین کے پاس محنت کرنے کی قوت تھی مگر وسائل نہیں تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے درمیان "مزارعت (Sharing in Farming) "کا نظام رائج کیا، جس سے پیداوار میں تیزی سے اضافہ ہوا اور غربت کا خاتمہ شروع ہو گیا۔

تجارت کی بنیاد:

رسول اللہ ﷺ نے مہاجرین کو صرف امداد پر نہیں رکھا بلکہ انہیں تجارت کی ترغیب دی۔ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کو جب ان کے انصاری بھائی سعد بن ربیعؓ نے آدھا مال پیش کیا تو انہوں نے شکریہ کے ساتھ انکار کیا اور فرمایا: "تمہارا بازار کدھر ہے؟"[1]۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ مواخات کا اصل مقصد غریب کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنا تھا۔

سماجی اثرات:

اس حکمتِ عملی نے مدینہ کے معاشرے سے طبقاتی فرق ختم کر دیا۔ دولت مند انصار اور نادار مہاجرین کے درمیان مالی خلیج پٹ گئی اور ایک ایسا مضبوط معاشی بلاک تیار ہوا جس نے مستقبل میں اسلامی ریاست کی بنیادوں کو مستحکم کیا۔[2]

2۔ محنت اور ہاتھ سے کما کر کھانے والے کو 'اللہ کا دوست' قرار دینا

رسول اللہ نے غربت کے خاتمے کے لیے جو سب سے اہم نفسیاتی اور عملی تبدیلی پیدا کی، وہ "محنت کی عظمت" کا احساس تھا۔ اس وقت کے عرب معاشرے میں محنت مزدوری اور تجارت کے کچھ کاموں کو کمتر سمجھا جاتا تھا، جبکہ مانگنے یا دوسروں پر بوجھ بننے کو عار نہیں سمجھا جاتا تھا۔ آپ علیہ السلام نے اس سوچ کو بدل کر رکھ دیا۔

[1] امام بخاری، الجامع الصحیح، کتاب مناقب الانصار، حدیث رقم، 3780۔

[2] ڈاکٹر محمد طاہر خلیلی، "ریاستِ مدینہ کا معاشی نظام اور عصرِ حاضر کے تقاضے"، علمی مقالہ شائع شدہ: الاضواء (تحقیقی مجلہ)، شیخ زاید اسلامک سنٹر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، جلد: 34، شمارہ: 52، صفحہ: 45-60 (2019ء)۔

بھیک مانگنے کی حوصلہ شکنی:

رسول اللہ نے واضح فرمایا کہ "جو شخص لوگوں سے مانگنے کا دروازہ کھولتا ہے، اللہ اس پر غربت کے ستر دروازے کھول دیتا ہے"۔ [3] آپ علیہ السلام نے صحابہ کرام کو اس بات پر تیار کیا کہ وہ پیٹ پر پتھر باندھ لیں گے مگر کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلائیں گے۔

کسبِ حلال کی فضیلت:

آپ علیہ السلام محنت کشوں کی حوصلہ افزائی کے لیے "سب سے پاکیزہ کھانا وہ ہے جو آدمی اپنی کمائی سے کھائے اور آدمی کی اولاد اس کی کمائی ہے [4]" کی اصطلاح استعمال فرمائی۔ یہ ایک غریب مزدور کے لیے سب سے بڑا اعزاز تھا کہ اسے کائنات کے مالک کا دوست قرار دیا گیا۔ [5]

عملی تربیت اور کلہاڑی والا واقعہ:

ایک صحابی آپ علیہ السلام کے پاس سوال کرنے آئے۔ آپ علیہ السلام نے ان کے گھر کا معمولی سامان منگوا کر نیلام کیا اور ان پیسوں سے انہیں ایک کلہاڑی خرید کر دی اور فرمایا: "جاؤ لکڑیاں کاٹ کر بیچو اور پندرہ دن تک مجھے اپنی شکل نہ دکھانا"۔ جب وہ صحابی پندرہ دن بعد آئے تو ان کے پاس کئی درہم جمع ہو چکے تھے۔ یہ واقعہ ثابت کرتا ہے کہ آپ علیہ السلام کی حکمتِ عملی "امداد" کے بجائے "خود روزگاری (Self-employment) "پر مبنی تھی۔ [6]

پیشہ ورانہ وقار:

آپ علیہ السلام نے بتایا کہ تمام انبیاء کرام نے اپنے ہاتھوں سے کام کیا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام زرہیں بناتے تھے اور خود رسول اللہ نے جوانی میں بکریاں چرائیں اور تجارت کی۔ اس سے یہ سبق ملا کہ کوئی بھی حلال کام چھوٹا نہیں ہوتا۔

غربت کا خاتمہ

جب معاشرے میں ہر فرد محنت کو عبادت سمجھنے لگا، تو بے روزگاری کا خاتمہ ہوا اور لوگ دوسروں کے دستِ نگر ہونے کے بجائے خود کفیل بن گئے۔ اس سے ریاست کی پیداواری صلاحیت میں اضافہ ہوا اور قومی معیشت مضبوط ہوئی۔

3۔ "بازارِ مدینہ" کا قیام اور مسلمانوں کی تربیت

مدینہ منورہ آمد کے وقت وہاں کی معیشت اور تجارت پر زیادہ تر غیر مسلم قبائل (خاص طور پر یہود) کا قبضہ تھا۔ وہ اپنی اجارہ داری کے ذریعے من مانی قیمتیں وصول کرتے تھے اور بازار کے قواعد و ضوابط اسلامی اصولوں کے مطابق نہیں تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے بھانپ لیا کہ جب تک مسلمانوں کا اپنا تجارتی مرکز نہیں ہوگا، وہ معاشی طور پر کبھی خود کفیل نہیں ہو سکیں گے اور غربت کا شکار رہیں گے۔ اقتصادی آزادی کا اعلان: رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کے ایک بڑے حصے کو مسلمانوں کے لیے مخصوص بازار قرار دیا اور

---

[3] امام ابن حبان، صحیح، حدیث رقم، 3387۔ مسند احمد بن حنبل، حدیث رقم، 17343۔

[4] امام نسائی، السنن، کتاب البیوع، حدیث رقم، 4454۔

[5] ابن ماجہ، محمد بن یزید، السنن، کتاب التجارات، باب الحث علی الکسب، حدیث نمبر: 2138

[6] ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، السنن، کتاب الزکاۃ، باب ما تجوز فیہ المسئلۃ، حدیث نمبر: 1641

فرمایا: "یہ تمہارا بازار ہے، یہاں نہ تو کوئی ٹیکس (خراج) لیا جائے گا اور نہ ہی کسی کی جگہ روکی جائے گی"۔ اس فیصلے نے چھوٹے تاجروں اور غریبوں کے لیے کاروبار کے دروازے کھول دیے۔

ٹیکس فری زون: (Tax-Free Zone) اس زمانے میں دیگر بازاروں میں داخلے یا تجارت پر بھاری ٹیکس وصول کیے جاتے تھے، جس کی وجہ سے غریب آدمی کاروبار شروع کرنے کی ہمت نہیں کر پاتا تھا۔ آپ علیہ السلام نے بازارِ مدینہ کو ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دے کر ایک ایسی آزاد معیشت کی بنیاد رکھی جس سے عام آدمی کو براہِ راست فائدہ پہنچا۔ تجارتی **قواعد وضوابط کا نفاذ:** آپ علیہ السلام خود بازار کا دورہ فرماتے اور قیمتوں، ناپ تول اور مال کے معیار کی نگرانی کرتے۔ آپ علیہ السلام نے حکم دیا کہ جو مال بیچنا ہو اسے چھپا کر نہیں بلکہ سامنے رکھ کر بیچا جائے تاکہ خریدار دھوکہ نہ کھائے۔ اس سے مارکیٹ میں شفافیت آئی اور غریب خریدار کا استحصال بند ہوا۔[7]

غیر مسلموں کے بازاروں میں بڑے تاجروں نے مال روک کر مہنگا بیچنے کی روایت ڈالی ہوئی تھی۔ آپ علیہ السلام نے اسلامی بازار میں اس کی سخت ممانعت کر دی، جس سے اشیاءِ ضرورت کی قیمتیں کم ہوئیں اور غریب طبقے کی قوتِ خرید میں اضافہ ہوا۔[8]

غربت پر اثرات:

بازارِ مدینہ کے قیام سے مسلمانوں کو اپنی منڈی میسر آگئی۔ انصار کی زرعی پیداوار اور مہاجرین کی تجارتی مہارتیں آپس میں مل گئیں جس سے مدینہ کی معیشت میں انقلاب آگیا اور چند ہی سالوں میں مسلمان معاشی طور پر اتنے مضبوط ہو گئے کہ وہ دوسروں کو زکوٰۃ دینے کے قابل ہو گئے۔

4۔ زکوٰۃ کی فرضیت سے غربت اور افلاس کا علاج

رسول اللہ ﷺ کی حکمتِ عملی کا سب سے مضبوط ستون "نظامِ زکوٰۃ" کی صورت میں سامنے آیا۔ یہ محض ایک انفرادی خیرات نہیں تھی، بلکہ ایک باقاعدہ ریاستی معاشی ڈھانچہ تھا جس کا مقصد دولت کے ارتکاز کو توڑنا اور معاشرے کے محروم طبقات کو بنیادی سہولیات فراہم کرنا تھا۔

دولت کی گردش کا اصول: اسلام سے قبل دولت چند ہاتھوں میں سمٹی ہوئی تھی۔ زکوٰۃ کی فرضیت نے امیروں کے مال میں غریبوں کا "حق" مقرر کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ نے ان (مالداروں) پر صدقہ (زکوٰۃ) فرض کیا ہے جو ان کے مالداروں سے لیا جائے گا اور ان کے فقراء میں تقسیم کیا جائے گا"۔ اس سے دولت اوپر سے نیچے کی طرف منتقل ہونا شروع ہوئی۔

ادارہ جاتی ڈھانچہ: آپ علیہ السلام نے زکوٰۃ جمع کرنے کے لیے "عاملین (Collecters) "مقرر فرمائے۔ یہ سرکاری نمائندے دور دراز کے علاقوں اور قبائل میں جا کر زکوٰۃ وصول کرتے اور اسے مرکزی بیت المال یا اسی علاقے کے ضرورت مندوں تک پہنچاتے۔ اس سے زکوٰۃ کی وصولی اور تقسیم کا ایک منظم ریکارڈ قائم ہوا۔

---

[7] ابن شبہ، عمر بن شبہ، تاریخ المدینۃ المنورہ، بیروت: دار الکتب العلمیہ، جلد: 1، صفحہ نمبر: 304

[8] ڈاکٹر محمد طاہر خلیلی، "ریاستِ مدینہ کا معاشی نظام اور عصرِ حاضر کے تقاضے"، علمی مقالہ شائع شدہ: الاضواء (تحقیقی مجلہ)، شیخ زاید اسلامک سنٹر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، جلد: 34، شمارہ: 52، صفحہ: 45-60 (2019ء)۔

حقداروں کا تعین: آپ علیہ السلام نے قرآنی تعلیمات کی روشنی میں زکوٰۃ کے آٹھ مصارف (حقداروں) کو واضح فرمایا، جن میں فقراء، مساکین اور قرض دار سرفہرست تھے۔ اس واضح تعین نے اس بات کو یقینی بنایا کہ پیسہ ضائع نہ ہو اور صرف ان لوگوں تک پہنچے جو واقعی معاشی مدد کے محتاج ہیں۔

معاشی استحکام اور خود انحصاری: زکوٰۃ کا مقصد صرف کسی کو ایک وقت کا کھانا کھلانا نہیں تھا، بلکہ غریب کی اتنی مدد کرنا تھا کہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہو سکے۔ تاریخ اسلام گواہ ہے کہ اسی نظام کی بدولت عہدِ نبوی ﷺ کے کچھ عرصہ بعد ہی ایسا وقت آگیا کہ لوگ زکوٰۃ دینے کے لیے نکلتے تھے مگر لینے والا کوئی نہیں ملتا تھا۔[9]

غربت کے خاتمے میں کردار:

زکوٰۃ نے معاشرے میں "دولت کے بہاؤ (Cash Flow)" کو یقینی بنایا۔ جب مالداروں کی جمع شدہ پونجی سے ایک حصہ نکل کر غریبوں کی جیب میں گیا، تو ان کی قوتِ خرید بڑھی، جس سے بازار میں طلب (Demand) پیدا ہوئی اور پوری ریاست کی معیشت میں تیزی آگئی۔[10]

5۔ سودی نظام کا سدباب اور معاشی سرگرمیاں

رسول اللہ ﷺ کی معاشی حکمتِ عملی کا ایک انقلابی قدم "سود (Interest)" کی ممانعت اور اس کا جڑ سے خاتمہ تھا۔ اسلام سے قبل عرب میں سود کا جال اس قدر پھیلا ہوا تھا کہ غریب آدمی ایک بار قرض لیتا تو اس کی پوری زندگی سود در سود کی ادائیگی میں گزر جاتی اور وہ کبھی غربت کی دلدل سے باہر نہ نکل پاتا۔

استحصالی نظام کا خاتمہ: سود درحقیقت امیر کو مزید امیر اور غریب کو مزید غریب بنانے کا ذریعہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے وحیِ الٰہی کی روشنی میں سود کو "اللہ اور اس کے رسول کے خلاف جنگ" قرار دے کر اسے حرام قرار دیا۔ اس سے وہ نظام ختم ہو گیا جہاں دولت مند طبقہ محنت کیے بغیر غریب کی مجبوری سے فائدہ اٹھا کر اپنا مال بڑھاتا تھا۔[11]

خون چوسنے والے قرضوں سے نجات: عہدِ جاہلیت میں "ربا الجاہلیہ" رائج تھا، جس میں اگر مقروض وقت پر قرض نہ دے پاتا تو اس پر دوگنا جرمانہ عائد کر دیا جاتا۔ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر تمام سودی واجبات کو کالعدم قرار دے کر غریبوں کو قرضوں کے اس ناقابلِ برداشت بوجھ سے ہمیشہ کے لیے نجات دلا دی۔

سرمایہ کاری کے مثبت رجحانات: جب سود حرام ہوا، تو وہ سرمایہ دار جو صرف سود پر پیسہ دے کر گھر بیٹھے منافع کماتے تھے مجبور ہو گئے کہ وہ اپنا پیسہ تجارت، زراعت یا صنعت میں لگائیں۔ اس سے مارکیٹ میں ملازمتوں کے نئے مواقع پیدا ہوئے اور غریب طبقے کو روزگار ملا۔

---

[9] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الزکاۃ، باب وجوب الزکاۃ، حدیث نمبر: 1395

[10] ڈاکٹر محمد رفعت، "اسلام کا نظامِ زکوٰۃ اور جدید معاشی مسائل"، علمی مقالہ شائع شدہ: تحقیقاتِ اسلامی (ارٹیکل)، علی گڑھ، بھارت، جلد: 25، شمارہ: 2، صفحہ: 15-32(2006ء)۔

[11] ڈاکٹر محمد ایوب، "اسلامی بینکاری اور غیر سودی معیشت: عہدِ نبوی ﷺ کے تناظر میں"، علمی مقالہ شائع شدہ: اسلامک اسٹڈیز (تحقیقی مجلہ)، اسلامک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، اسلام آباد، جلد: 42، شمارہ: 3، صفحہ: 110-128(2003ء)۔

منصفانہ مالیاتی اصول: آپ علیہ السلام نے سود کے متبادل کے طور پر "نفع و نقصان کی شراکت (Profit and Loss Sharing)" کا تصور دیا۔ اس نظام میں سرمایہ کار اور محنت کش دونوں نفع اور نقصان میں شریک ہوتے ہیں، جس سے معاشی انصاف قائم ہوتا ہے اور سرمایہ دار صرف اپنا فائدہ نہیں دیکھتا۔

سود کے خاتمے سے غریب طبقے پر پڑنے والا وہ دباؤ ختم ہو گیا جو انہیں عمر بھر کا غلام بنا لیتا تھا۔ اس حکمتِ عملی نے مدینہ کے معاشی ماحول کو "شفاف" بنا دیا، جہاں دولت کا بہاؤ ظلم کے بجائے تعاون (Co-operation) کی بنیاد پر ہونے لگا۔[12]

6۔ بنجر زمینوں کی آبادکاری اور زرعی اصلاحات کے ذریعے دیہی معیشت کا فروغ

ریاستِ مدینہ کی معیشت کا ایک بڑا حصہ زراعت پر منحصر تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے بنجر اور غیر آباد زمینوں کو پیداواری بنانے کے لیے ایک انقلابی ضابطہ عطا فرمایا تا کہ زمین کا کوئی ٹکڑا بیکار نہ رہے اور غریب و بے زمین کسانوں کو معاشی تحفظ مل سکے۔ **ملکیت کا حق اور ترغیب:** رسول اللہ ﷺ نے یہ قانون نافذ فرمایا کہ: "جس شخص نے کسی مردہ (بنجر) زمین کو آباد کیا، وہ اسی کی ہے"۔ اس اعلان نے ان تمام غریب صحابہ کو ایک نئی امید دی جن کے پاس اپنے وسائل نہیں تھے۔ لوگوں نے بنجر زمینوں پر محنت کی، انہیں سیراب کیا اور ان کے مالک بن گئے، جس سے بے روزگاری کا خاتمہ ہوا۔[13]

جاگیرداری اور اجارہ داری کا خاتمہ: اسلام سے قبل طاقتور لوگ زمینوں پر قبضہ کر کے انہیں بیکار چھوڑ دیتے تھے تا کہ ان کی دھاک بیٹھی رہے۔ آپ علیہ السلام نے حکم دیا کہ جو زمین تین سال تک غیر آباد رہے گی اس پر مالک کا حق ختم ہو جائے گا اور وہ کسی دوسرے ضرورت مند کو دے دی جائے گی۔ اس سے زمین چند ہاتھوں میں قید ہونے کے بجائے عام آدمی کی پہنچ میں آ گئی۔

پانی اور قدرتی وسائل کی تقسیم: آپ علیہ السلام نے پانی، چراگاہوں اور آگ (ایندھن) کو عوامی ملکیت قرار دیا تا کہ کوئی امیر ان بنیادی ضرورتوں پر قبضہ کر کے غریبوں کا استحصال نہ کر سکے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: "مسلمان تین چیزوں میں شریک ہیں: پانی، چراگاہ اور آگ"۔[14]

مزارعت (Crop Sharing) کی حوصلہ افزائی: آپ علیہ السلام زمینداروں اور محنت کش کسانوں کے درمیان منصفانہ معاہدوں کی بنیاد رکھی۔ اس سے ان مہاجرین کو روزگار ملا جو کھیتی باڑی کا ہنر جانتے تھے مگر ان کے پاس اپنی زمینیں نہیں تھیں۔ اس حکمتِ عملی سے مدینہ کے گردونواح میں اناج اور پھلوں کی پیداوار میں بے پناہ اضافہ ہوا۔ غریب کسانوں کو زمین کی صورت میں مستقل اثاثہ (Asset) مل گیا، جس سے دیہی غربت کا خاتمہ ہوا اور ریاست غذائی قلت سے محفوظ ہو گئی۔[15]

---

[12] پروفیسر خورشید احمد، "سود کا خاتمہ اور اسلامی معاشی انصاف"، مشمولہ: معاشی اصلاحات اور اسلام (ارٹیکل)، انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز (IPS)، اسلام آباد، اشاعت: 2012ء

[13] ڈاکٹر محمد ظفر، "عہدِ نبوی ﷺ میں زرعی پالیسی اور اس کے معاشی اثرات"، علمی مقالہ شائع شدہ: معارفِ اسلامیہ (تحقیقی مجلہ)، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، جلد: 15، شمارہ: 2، صفحہ: 88-105 (2016ء)۔

[14] امام ابو داؤد، السنن، حدیث رقم، 3477

[15] پروفیسر سید نواب حیدر نقوی، "اسلامی نظامِ معیشت اور زمینی حقوق"، مشمولہ: اسلامی اقتصادیات (ارٹیکل)، پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف ڈویلپمنٹ اکنامکس (PIDE)، اسلام آباد، اشاعت: 2011ء

7۔ذخیرہ اندوزی اور ملاوٹ کی ممانعت اور بازاری قیمتوں کا استحکام

رسول اللہ ﷺ نے غربت کے خاتمے کے لیے صرف دولت کی تقسیم پر زور نہیں دیا، بلکہ "مارکیٹ کنٹرول" کی ایسی حکمتِ عملی اپنائی کہ غریب کی قوتِ خرید متاثر نہ ہو۔ ذخیرہ اندوزی (Hoarding) وہ عمل ہے جس میں تاجر مال روک لیتے ہیں تاکہ قیمتیں بڑھیں، جس کا براہِ راست بوجھ غریب پر پڑتا ہے۔ آپ علیہ السلام نے ذخیرہ اندوزی کرنے والے کو "گناہگار" اور "ملعون" قرار دیا:

عَنْ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ "الْجَالِبُ مَرْزُوقٌ، وَالْمُحْتَكِرُ مَلْعُونٌ[16]"

آپ علیہ السلام کا فرمان ہے: "جو شخص چالیس دن تک غلہ روک کر رکھتا ہے (تاکہ مہنگا بیچے)، وہ اللہ سے بیزار ہوا اور اللہ اس سے بیزار ہوا"۔ ایک اور روایت میں آتا ہے:

"مَنِ احْتَكَر عَلَى الْمُسْلِمِين طَعَامَهُمْ ضَرَبَهُ اللّٰهُ بِالجُذَامِ وَالْإِفْلَاسِ"[17]

(جو شخص مسلمانوں پر ان کا غلہ وغیرہ روک کر رکھے گا، اللہ تعالی اسے کوڑھ کے مرض اور تنگ دستی میں مبتلا کرے گا)

رسول اللہ ﷺ کی اس حکم سے مصنوعی مہنگائی کا راستہ بند ہو گیا تھا اور مسلمان ذخیرہ اندوزی سے بچتے تھے۔

ایک بار رسول اللہ ﷺ بازار سے گزرے اور غلے کے ڈھیر میں ہاتھ ڈالا تو اندر سے نمی محسوس ہوئی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: "جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں"۔ مال کے عیب چھپانے کی ممانعت سے غریب خریدار کو اس کے پیسے کا پورا بدلہ ملنا یقینی ہوا۔

قیمتوں میں استحکام: آپ علیہ السلام نے تاجروں کو ترغیب دی کہ وہ کم منافع پر مال بیچیں تاکہ مارکیٹ میں اشیاء کی فراہمی برقرار رہے اور غریب طبقہ اپنی بنیادی ضرورتیں آسانی سے پوری کر سکے۔[18]

8۔ قرضِ حسنہ کی ترویج اور باہمی مالی تعاون کا فروغ

سودی نظام کو ختم کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اس کا بہترین متبادل "قرضِ حسنہ" (بلاسود قرض) کی صورت میں پیش کیا۔ یہ غربت کے خاتمے کی ایک ایسی اخلاقی و معاشی بنیاد تھی جس نے غریب کو قرض کے بوجھ تلے دبنے کے بجائے اسے سہارا دیا۔

بلاسود قرض کی فضیلت: آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ "صدقہ کا ثواب دس گنا ہے جبکہ قرض (حسنہ) دینے کا ثواب اٹھارہ گنا ہے"۔ ابن ماجہ اور معجم طبرانی کی روایت ہے:

---

[16] امام دارمی، سنن دارمی، باب النھی فی الاحتکار، حدیث رقم،2580۔

[17] المنذری، الترغیب والترھیب،2/363۔

[18] ڈاکٹر حافظ محمد ثانی، "عہدِ نبوی میں مارکیٹ ریگولیشن اور صارفین کے حقوق"، علمی مقالہ شائع شدہ: مجلہ معارفِ اسلامیہ، کراچی، جلد:10، شمارہ:4، صفحہ:65-82(2015ء)۔

(عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:" رَأَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي عَلَى بَابِ: الْجَنَّةِ مَكْتُوبًا الصَّدَقَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا، وَالْقَرْضُ بِثَمَانِيَةَ عَشَرَ، فَقُلْتُ: يَا جِبْرِيلُ مَا بَالُ الْقَرْضِ أَفْضَلُ مِنَ الصَّدَقَةِ"، قَالَ: لِأَنَّ السَّائِلَ يَسْأَلُ وَعِنْدَهُ، وَالْمُسْتَقْرِضُ لَا يَسْتَقْرِضُ إِلَّا مِنْ حَاجَةٍ)[19]

معراج کی رات میں نے جنت کے دروازے پر لکھا دیکھا کہ صدقہ کا ثواب دس گنا ہے اور قرض کا اٹھارہ گنا، میں نے کہا: جبرائیل! کیا بات ہے؟ قرض صدقہ سے افضل کیسے ہے؟ فرمایا: اس لیے کہ سائل سوال کرتا ہے حالانکہ اس کے پاس کھانے کو ہوتا ہے اور قرض لینے والا قرض اس وقت تک نہیں مانگتا جب تک اس کو واقعی ضرورت نہ ہو۔

اس ترغیب سے صاحب ثروت صحابہ نے ضرورت مندوں کو بلاسود قرضے دینا شروع کیے، جس سے غریب لوگ اپنا چھوٹا کاروبار شروع کرنے کے قابل ہوئے۔

قرض کی ادائیگی میں آسانی: ایک روایت میں فرمایا:

اگر مقروض تنگ دست ہو تو اسے مہلت دی جائے یا اس کا قرض معاف کر دیا جائے۔

صحیح بخاری کی روایت ہے:

رسول اللہ نے فرمایا: ایک تاجر لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا جب کسی تنگ دست کو دیکھتا تو اپنے نوکروں سے کہہ دیتا کہ اس سے درگزر کر جاؤ۔ شاید کہ اللہ تعالی بھی ہم سے (آخرت میں) درگزر فرمائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے (اس کے مرنے کے بعد) اس کو بخش دیا۔[20]

یہ حکمتِ عملی غریب کو نفسیاتی دباؤ سے نکال کر دوبارہ معاشی تگ و دو کے قابل بناتی ہے۔

ریاستی ضمانت: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس مقروض کا انتقال ہو جائے اور وہ ادائیگی کی طاقت نہ رکھتا ہو، اس کا قرض ریاست (بیت المال) ادا کرے گی۔ اس نظام نے غریبوں کو ایک ایسا معاشی تحفظ (Security) دیا کہ وہ معاشی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے لگے۔[21]

9۔ بیت المال کا قیام اور وسائل کی منصفانہ تقسیم

رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں محض اخلاقی تعلیمات پر اکتفا نہیں کیا بلکہ غربت کے خاتمے کے لیے ایک منظم مالیاتی ادارہ "بیت المال" قائم فرمایا۔ یہ ادارہ ریاست کے تمام مالی وسائل کا مرکز تھا جہاں سے غریبوں کی ضروریات پوری کی جاتی تھیں۔

[19] ابن ماجہ، السنن، حدیث رقم، 2431، طبرانی، معجم الاوسط، حدیث رقم، 6719۔

[20] البخاری، الجامع الجامع الصحیح، حدیث رقم، 2078۔

[21] ڈاکٹر مجیب الرحمن، "اسلامی نظامِ معیشت میں قرضِ حسنہ کی اہمیت اور غریب طبقے کی بحالی"، علمی مقالہ شائع شدہ: الادراک (تحقیقی مجلہ)، لاہور، جلد: 5، شمارہ: 2، صفحہ: 112-130 (2020ء)۔

عوامی اثاثوں کا تحفظ:

بیت المال میں زکوٰۃ، عشر، خراج اور غنیمت کے اموال جمع کیے جاتے تھے۔ آپ علیہ السلام کی حکمتِ عملی یہ تھی کہ یہ مال جمع نہ کیا جائے بلکہ اسے فوری طور پر ضرورت مندوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ آپ علیہ السلام شام ہونے سے پہلے اکثر بیت المال کو خالی فرما دیتے تھے تاکہ مستحقین تک ان کا حق پہنچ جائے۔[22]

شفافیت اور احتساب:

آپ علیہ السلام نے بیت المال کے اموال کی تقسیم میں انتہائی شفافیت برقرار رکھی۔ یہاں تک کہ آپ علیہ السلام کے اپنے اہل خانہ کے لیے اس مال میں سے حصہ لینا ممنوع تھا۔ اس سے یہ اصول طے ہوا کہ سرکاری خزانہ حکمرانوں کی عیاشی کے لیے نہیں بلکہ عوام کی فلاح کے لیے ہے۔

ترجیحی بنیادوں پر تقسیم: بیت المال سے سب سے پہلے ان لوگوں کی مدد کی جاتی تھی جن کے پاس کھانے کو کچھ نہ ہوتا یا جو مقروض ہوتے۔ اس منظم نظام نے ریاستِ مدینہ کو ایک ایسی "فلاحی ریاست" بنا دیا جہاں معاشی انصاف ہر شہری کا حق تھا۔[23]

10۔ معاشرے کے محروم طبقات کے لیے سماجی کفالت کا انتظام

غربت کا شکار وہ طبقہ جو جسمانی کمزوری یا حالات کی وجہ سے کمانے کے قابل نہیں ہوتا، رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے "سماجی کفالت (Social Security) "کا مستقل نظام وضع فرمایا۔

کفالتِ یتامیٰ کی ترغیب: آپ علیہ السلام نے یتیم کی پرورش کرنے والے کو جنت میں اپنے ساتھ ہونے کی خوشخبری دی۔ صحیح بخاری کی روایت ہے:

> رسول اللہ نے فرمایا: کہ میں اور یتیم کی پرورش کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے اور آپ نے شہادت اور درمیانی انگلیوں کے اشارہ سے قرب کو بتایا۔[24]

چنانچہ آپ علیہ السلام نے یتیموں کے مال کی حفاظت کے سخت قوانین بنائے تاکہ وہ بڑے ہو کر معاشی طور پر مستحکم ہو سکیں اور غربت کی بھینٹ نہ چڑھیں۔

بیواؤں اور مساکین کی سرپرستی: صحیح بخاری کی روایت ہے:

> عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:" السَّاعِي عَلَى الْأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِينِ كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، أَوِ الْقَائِمِ اللَّيْلَ الصَّائِمِ النَّهَارَ[25]

---

[22] ابو عبید، قاسم بن سلام، کتاب الاموال، قاہرہ: دار الفکر، جلد: 1، صفحہ نمبر: 524۔

[23] ڈاکٹر محمد حمید اللہ، "عہدِ نبوی ﷺ میں نظامِ حکومت اور مالیات"، علمی مقالہ شائع شدہ: اسلامک کلچر، حیدرآباد، جلد: 15، شمارہ: 1، صفحہ: 12-35 (1941ء)۔

[24] البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الادب، حدیث رقم، 6005۔

[25] البخاری، الجامع الصحیح، کتاب النفقات، حدیث رقم، 5353۔

(بیواؤں اور مسکینوں کے کام آنے والا اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کے برابر ہے، یا رات بھر عبادت اور دن کو روزے رکھنے والے کے برابر ہے)۔ آپ علیہ السلام مدینہ کی بیواؤں کے لیے بیت المال سے مستقل وظائف مقرر فرمائے تا کہ انہیں کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلانا پڑے۔[26]

ریاستی ذمہ داری کا اعلان: آپ علیہ السلام نے ایک تاریخی اعلان فرمایا:

(جس نے مال چھوڑا (اپنی موت کے بعد) وہ اس کے وارثوں کا ہے اور جس نے قرض چھوڑا ہے وہ ہمارے ذمہ ہے)۔[27] یہ جملہ جدید دور کی سماجی تکافل اور فلاحی ریاست کی بنیاد ہے۔[28]

11۔ نظامِ وقف کا قیام اور عوامی مفاد کی فلاح و بہبود

رسول اللہ ﷺ نے غربت کے مستقل خاتمے کے لیے "وقف" کا ایسا نظام متعارف کروایا جس نے انفرادی ملکیت کو عوامی مفاد میں بدل دیا۔ وقف کا مطلب یہ تھا کہ کسی اثاثے (زمین، کنواں، یا باغ) کی اصل کو روک لیا جائے اور اس سے حاصل ہونے والا نفع یا پیداوار ہمیشہ کے لیے غریبوں اور فلاحی کاموں کے لیے مخصوص کر دی جائے۔

مستقل آمدنی کا ذریعہ: زکوٰۃ ایک بار دی جاتی ہے، لیکن وقف ایک ایسا "جاریہ صدقہ" ہے جو نسل در نسل غریبوں کی ضرورت پوری کرتا رہتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کو ترغیب دی کہ وہ اپنی بہترین جائیدادیں اللہ کی راہ میں وقف کریں۔

بئرِ رومہ (پانی کی فراہمی): مدینہ میں پانی کی قلت تھی اور ایک یہودی کنویں کا پانی مہنگا بیچتا تھا، جس سے غریب لوگ متاثر ہو رہے تھے۔ آپ علیہ السلام کے کہنے پر حضرت عثمان غنیؓ نے وہ کنواں خرید کر وقف کر دیا، جس سے ہر غریب و امیر کو مفت پانی میسر آ گیا۔ اس سے غریبوں کا وہ پیسہ بچ گیا جو وہ پانی پر خرچ کرتے تھے۔

زمینوں کا وقف (خیبر و فدک): آپ علیہ السلام نے خود بھی اپنی زمینوں کا ایک حصہ مسافروں، غریبوں اور بیواؤں کے لیے وقف فرمایا۔ حضرت عمر فاروقؓ نے جب اپنی قیمتی زمین (خیبر) کے بارے میں مشورہ کیا تو آپ علیہ السلام فرمایا: "اس کی اصل کو روک لو اور اس کا پھل صدقہ کر دو"۔[29]

12۔ ہنر مندی اور بے روزگاری کا خاتمہ

رسول اللہ ﷺ کی حکمتِ عملی کا ایک شاہکار پہلو افرادی قوت کی ترقی تھا۔ آپ علیہ السلام نے صرف مالی امداد پر زور نہیں دیا بلکہ لوگوں کو ہنر سکھا کر انہیں معاشی طور پر خود کفیل بنایا۔

پیشہ ورانہ مہارت کی ترغیب: آپ علیہ السلام نے مختلف صحابہ کرام کی ان کی ذہنی و جسمانی صلاحیتوں کے مطابق تربیت فرمائی۔ کسی کو تجارت، کسی کو زراعت اور کسی کو کتابت (لکھنے پڑھنے) پر لگایا۔ آپ علیہ السلام فرمایا:

---

[26] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الادب، باب فضل من یعول یتیماً، حدیث نمبر: 6005۔

[27] البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الافرائض، 6763۔

[28] ڈاکٹر مہرین کوثر، "اسلام کا تصورِ کفالتِ عامہ اور ریاستِ مدینہ"، علمی مقالہ شائع شدہ: مجلہ السیرہ، کراچی، جلد: 22، شمارہ: 2، صفحہ: 45-58 (2014ء)

[29] ڈاکٹر عابد رشید، "اسلامی نظامِ وقف: ریاستِ مدینہ سے جدید دور تک"، علمی مقالہ شائع شدہ: مجلہ ضیاءِ تحقیق، سرگودھا یونیورسٹی، جلد: 8، شمارہ: 1، صفحہ: 150-168 (2018ء)

"اللہ اس بندے کو پسند کرتا ہے جو اپنے ہنر میں ماہر ہو"۔[30]

ٹیکنالوجی اور صنعت کا فروغ: جب مدینہ میں اسلحہ سازی یا دیگر فنی کاموں کی ضرورت پڑی تو آپ علیہ السلام نے صحابہ کو بیرونِ ملک (جیسے یمن) بھیجا تاکہ وہ وہاں سے نئے ہنر اور صنعتیں سیکھ کر آئیں اور مدینہ کی معیشت میں اپنا حصہ ڈال سکیں۔

تعلیم و تربیت کا معاشی اثر: مسجدِ نبوی میں "صفہ" کا چبوترہ محض ذکر و اذکار کے لیے نہیں تھا، بلکہ وہاں سے ایسی افرادی قوت تیار ہو رہی تھی جو نظم و نسق، حساب کتاب اور سفارت کاری کے ذریعے ریاست کے معاشی معاملات چلا سکے۔[31]

13۔ گردشِ دولت اور غربت کا سدباب

رسول اللہ ﷺ کی معاشی حکمتِ عملی کا ایک بنیادی مقصد "دولت کے ارتکاز (Concentration of Wealth)" کا خاتمہ تھا۔ سرمایہ دارانہ نظام میں دولت اوپر کے طبقے میں جمع ہو جاتی ہے، لیکن آپ علیہ السلام نے ایسے اصول وضع کیے کہ دولت معاشرے کے ہر فرد تک پہنچے۔ قرآنِ کریم کا واضح اصول ہے کہ: "تاکہ دولت تمہارے مالداروں کے درمیان ہی گردش نہ کرتی رہے آپ علیہ السلام نے اس نظریے کو عملی جامہ پہنانے کے لیے وراثت، زکوٰۃ اور صدقات کے ایسے قوانین نافذ کیے جو بڑے سرمائے کو چھوٹے حصوں میں تقسیم کر دیتے ہیں۔[32]

وراثت کا منصفانہ نظام: اسلام سے قبل وراثت صرف بڑے بیٹے یا طاقتور کو ملتی تھی۔ آپ علیہ السلام وراثت کا ایسا نظام دیا جس میں مرد، عورت، والدین اور اولاد سب کا حصہ مقرر کیا۔ اس سے ایک امیر آدمی کی وفات کے بعد اس کی جائیداد کئی افراد میں تقسیم ہو جاتی ہے، جو غربت کے خاتمے کا قدرتی ذریعہ بنتا ہے۔ آپ علیہ السلام نے ایسی ہر تجارتی شکل سے منع فرمایا جس میں ایک ہی شخص پوری مارکیٹ پر قابض ہو جائے۔ آپ علیہ السلام نے آزاد مقابلے کی فضا پیدا کی تاکہ چھوٹے تاجر بھی معیشت میں حصہ لے سکیں۔[33]

14۔ کفایت شعاری اپنانے اور اسراف کی روک تھام کے ذریعے معاشی توازن

غربت کی ایک بڑی وجہ وسائل کی کمی نہیں بلکہ ان کا غلط استعمال اور "اسراف" (فضول خرچی) ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے معاشرے کو سادگی اور کفایت شعاری (Austerity) کا درس دے کر معاشی توازن پیدا فرمایا۔

---

[30] ابن سعد، محمد بن سعد، الطبقات الکبریٰ، بیروت: دار صادر، جلد: 1، صفحہ نمبر: 263

[31] پروفیسر ڈاکٹر محمد طفیل ہاشمی، "عہدِ نبوی میں افرادی قوت کی تربیت اور معاشی استحکام"، علمی مقالہ شائع شدہ: فکر و نظر، انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد، جلد: 48، شمارہ: 4، صفحہ: 25-42 (2011ء)

[32] القرآن الکریم، سورۃ الحشر، آیت نمبر: 7۔

[33] ڈاکٹر محمد طفیل ہاشمی، "عہدِ نبوی ﷺ میں دولت کے ارتکاز کا خاتمہ"، علمی مقالہ شائع شدہ: فکر و نظر، اسلام آباد، جلد: 32، شمارہ: 1، صفحہ: 40-55 (1994ء)۔

اسراف اور تبذیر کی ممانعت: آپ علیہ السلام نے فضول خرچی کرنے والے کو "شیطان کا بھائی" قرار دینے والی قرآنی تعلیمات[34] کو عام کیا۔ آپ علیہ السلام نے سادگی کو "ایمان کا حصہ" قرار دیا، جس سے معاشرے میں نمائش اور دکھاوے کا کلچر ختم ہوا اور لوگوں کی بچت (Savings) میں اضافہ ہوا۔

میانہ روی کی تعلیم: ایک روایت میں فرمایا:

مَا عَالَ مَنِ اقْتَصِدَ)۔[35]

"جس نے میانہ روی اختیار کی وہ کبھی محتاج نہ ہو گا"۔

اس حکمتِ عملی نے غریب طبقے کو یہ حوصلہ دیا کہ وہ کم وسائل میں بھی عزت کے ساتھ جی سکتے ہیں اور امیروں کو یہ سبق دیا کہ وہ اپنا اضافی مال غریبوں کی فلاح پر خرچ کریں۔[36]

15۔ انفاق فی سبیل اللہ کے ذریعے سماجی عدم مساوات کا خاتمہ اور انسانی ہمدردی کا فروغ

رسول اللہ ﷺ کی معاشی حکمتِ عملی کا ایک منفرد پہلو "انفاق فی سبیل اللہ" (اللہ کی راہ میں خرچ کرنا) ہے۔ یہ زکوٰۃ کی طرح ایک قانونی فریضہ تو ہے ہی، لیکن اس سے بڑھ کر یہ ایک اختیاری اور اخلاقی مہم تھی جس نے مدینہ کے معاشرے میں دولت کے بہاؤ کو غریبوں کی طرف موڑ دیا۔ اس کا مقصد ایک ایسا معاشرہ بنانا تھا جہاں کوئی بھوکا نہ سوئے اور امیر و غریب کے دکھ کو اپنا دکھ سمجھے۔[37]

1۔ انفاق کا تصور اور ترغیب

آپ علیہ السلام نے انفاق کو محض خیرات نہیں بلکہ ایک "سودا" قرار دیا جو انسان اپنے رب سے کرتا ہے۔ آپ علیہ السلام نے صحابہ کے دلوں سے مال کی محبت نکال کر اسے ضرورت مندوں پر خرچ کرنے کا شوق پیدا کیا۔ آپ علیہ السلام کا فرمان ہے:

(سخی آدمی اللہ سے قریب ہے، جنت سے قریب ہے، لوگوں سے قریب ہے اور جہنم سے دور ہے، بخیل آدمی اللہ سے دور ہے، جنت سے دور ہے، لوگوں سے دور ہے اور جہنم کے قریب ہے، جاہل سخی اللہ کے نزدیک بخیل عابد سے کہیں زیادہ محبوب ہے۔[38]

اس نفسیاتی تربیت نے صاحبِ ثروت صحابہ کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ اپنی ضرورت سے زائد مال غریبوں کے لیے وقف کر دیں۔

2۔ سماجی عدم مساوات کا خاتمہ

معاشرے میں غربت کی ایک بڑی وجہ طبقاتی فرق ہوتا ہے۔ جب امیر طبقہ اپنی دولت کی نمائش کرتا ہے تو غریب میں احساسِ محرومی پیدا ہوتا ہے۔ آپ علیہ السلام نے انفاق کے ذریعے اس خلیج کو جڑ سے کاٹ دیا۔

---

[34] سورۃ بنی اسرائیل، آیت، 27۔

[35] مسند احمد بن حنبل، مسند ابن مسعود، حدیث رقم، 4269۔

[36] ڈاکٹر سید محمد انور، "اسلامی معاشیات میں صرفِ دولت کے حدود و قیود"، علمی مقالہ شائع شدہ: مجلہ تحقیقاتِ اسلامی، علی گڑھ، جلد: 18، شمارہ: 3، صفحہ: 8-24(1999ء)

[37] القرآن الکریم، سورۃ البقرہ، آیت نمبر: 261

[38] امام ترمذی، السنن، کتاب البر، حدیث رقم، 1961۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا: "وہ شخص مومن نہیں جو خود پیٹ بھر کر سوئے اور اس کا پڑوسی بھوکا ہو"۔[39]

اس اصول نے مدینہ کے ہر محلے کو ایک فلاحی یونٹ بنا دیا جہاں امیر اپنے پڑوس کے غریب کا ذمہ دار بن گیا۔

3۔ انفاق کی مختلف صورتیں

عام صدقات: روزمرہ کی بنیاد پر ضرورت مندوں کی مدد۔

ضیافت اور کھانا کھلانا: آپ علیہ السلام نے کھانا کھلانے کو بہترین اسلام قرار دیا۔ چنانچہ اس سے معاشرے کے مساکین کی غذائی ضرورتیں پوری ہوئیں۔

جانی ومالی قربانی: غزوات کے موقع پر جب ریاست کو مالی ضرورت پڑی، تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اپنا تمام مال اور حضرت عمرؓ نے اپنا آدھا مال پیش کر دیا۔ یہ انفاق کا وہ عروج تھا جس نے ریاست کو معاشی بحرانوں سے بچایا۔[40]

4۔ انفاق کا معاشی اثر:(Economic Multiplier)

معاشی نقطہ نظر سے انفاق کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ یہ "قوتِ خرید (Purchasing Power) "کو نچلے طبقے تک پہنچاتا ہے۔ جب غریب کے پاس پیسہ آتا ہے، وہ اسے بنیادی ضرورتوں پر خرچ کرتا ہے، جس سے بازار میں مال کی کھپت بڑھتی ہے اور پہیہ گھومتا ہے۔ اس طرح انفاق صرف غریب کی مدد نہیں بلکہ پوری معیشت کو متحرک کرنے کا ذریعہ بنتا ہے۔

5۔ ریاستی اور انفرادی ہم آہنگی

رسول اللہ ﷺ نے انفاق کے نظام کو اس طرح منظم کیا کہ یہ ریاست کے بیت المال کا بوجھ بانٹ لیتا تھا۔ حکومت کے پاس وسائل کم بھی ہوتے تو عوام کا باہمی تعاون (Public-Private Partnership) غربت کو کنٹرول میں رکھتا تھا۔[41]

خلاصہ ونتائج بحث

1. رسول اللہ ﷺ نے مہاجرین اور انصار کے درمیان بھائی چارہ قائم کر کے وسائل کی منصفانہ تقسیم، مشترکہ محنت اور خود کفالت کا نظام قائم کیا، جس سے فوری معاشی استحکام پیدا ہوا۔
2. آپ علیہ السلام نے بھیک مانگنے کی حوصلہ شکنی اور محنت کو عبادت قرار دے کر لوگوں میں خود روزگاری اور باعزت کمائی کا شعور پیدا کیا، جس سے بے روزگاری کم ہوئی۔
3. بازارِ مدینہ کے قیام کے ذریعے ٹیکس فری، شفاف اور غیر اجارہ دارانہ معیشت قائم کی گئی جس سے غریب تاجروں کو کاروبار کے مواقع ملے اور قیمتوں میں توازن آیا۔
4. زکوٰۃ کی فرضیت اور بیت المال کے قیام سے دولت کی منصفانہ تقسیم ممکن ہوئی جس سے معاشی ناہمواریاں کم ہوئیں اور غریبوں کی بنیادی ضروریات پوری ہوئیں۔

---

[39] صحیح الادب المفرد، حدیث رقم،82۔

[40] ڈاکٹر محمد نجات اللہ صدیقی، "اسلام کا نظریہ انفاق اور سماجی عدل"، علمی مقالہ شائع شدہ: اسلامک اکنامکس ریسرچ سینٹر، شاہ عبد العزیز یونیورسٹی، جدہ، اشاعت:1990ء۔

[41] ڈاکٹر ایم اے منان، "اسلامی معاشیات: نظریہ و عمل"، (تحقیقی مقالہ / کتاب)، لاہور: اسلامک پبلیکیشنز، صفحہ نمبر:210-245

5. سودی نظام کے خاتمے سے استحصالی معاشی ڈھانچہ ختم ہوا اور اس کی جگہ نفع و نقصان کی شراکت اور قرضِ حسنہ جیسے منصفانہ اصول رائج ہوئے۔
6. بنجر زمینوں کی آبادکاری، پانی اور قدرتی وسائل کی مشترکہ ملکیت اور مزارعت کے فروغ سے دیہی معیشت مضبوط ہوئی اور غریب کسان خود کفیل بنے۔
7. ذخیرہ اندوزی، ملاوٹ اور دھوکہ دہی کی ممانعت کے ذریعے قیمتوں میں استحکام پیدا کیا گیا، جس سے غریب طبقے کی قوتِ خرید محفوظ رہی۔
8. یتیموں، بیواؤں اور مساکین کی کفالت، وقف، قرضِ حسنہ اور انفاق فی سبیل اللہ کے ذریعے ایک فلاحی معاشرہ قائم کیا گیا، جہاں معاشی تعاون اور ہمدردی کو فروغ ملا۔

References

Abū Dāwūd, Sulaymān ibn al-Ashʿath al-Sijistānī. Sunan Abī Dāwūd. Edited by Shuʿayb al-Arnāʾūṭ. 1st ed. Damascus: Dār al-Risālah al-ʿĀlamiyyah, 1430 AH.

Abū ʿUbayd, al-Qāsim ibn Sallām al-Harawī. Kitāb al-Amwāl. Edited by Muḥammad Khalīl Harrās. Beirut: Dār al-Fikr, 1988.

Aḥmad ibn Ḥanbal, Aḥmad ibn Muḥammad ibn Ḥanbal al-Shaybānī. Musnad al-Imām Aḥmad ibn Ḥanbal. Edited by Shuʿayb al-Arnāʾūṭ, ʿĀdil Murshid, et al.; supervised by ʿAbd Allāh ibn ʿAbd al-Muḥsin al-Turkī. 1st ed. Beirut: Muʾassasat al-Risālah, 1421 AH.

Aḥmad, Profaisar Khurshīd. "Sūd kā Khātimah aur Islāmī Muʿāshī Inṣāf." In Muʿāshī Iṣlāḥāt aur Islām. Islamabad: Insṭīṭiyūṭ āf Pālisī Isṭaḍīz (IPS), 2012.

Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl. Ṣaḥīḥ al-Adab al-Mufrad. 4th ed. Jubayl: Dār al-Ṣiddīq lil-Nashr wa-al-Tawzīʿ, 1418 AH.

Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl. Ṣaḥīḥ al-Bukhārī. Edited by Muḥammad Zuhayr ibn Nāṣir al-Nāṣir. 1st ed. Beirut: Dār Ṭawq al-Najāh, 1422 AH.

Al-Dārimī, ʿAbd Allāh ibn ʿAbd al-Raḥmān ibn al-Faḍl al-Dārimī. Musnad al-Dārimī. Edited by Ḥusayn Salīm Asad al-Dārānī. 1st ed. Riyadh: Dār al-Mughnī lil-Nashr wa-al-Tawzīʿ, 1412 AH.

Al-Mundhirī, ʿAbd al-ʿAẓīm ibn ʿAbd al-Qawī al-Mundhirī. Al-Targhīb wa-al-Tarhīb min al-Ḥadīth al-Sharīf. Edited by Ibrāhīm Shams al-Dīn. 1st ed. Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1417 AH.

Al-Nasāʾī, Aḥmad ibn Shuʿayb ibn ʿAlī al-Khurāsānī. Al-Sunan al-Ṣughrā lil-Nasāʾī. Edited by ʿAbd al-Fattāḥ Abū Ghuddah. 2nd ed. Aleppo: Maktab al-Maṭbūʿāt al-Islāmiyyah, 1406 AH.

Al-Qurʾān al-Karīm. Madinah: Mujammaʿ al-Malik Fahd li-Ṭibāʿat al-Muṣḥaf al-Sharīf, 1418 AH.

Al-Ṭabarānī, Sulaymān ibn Aḥmad ibn Ayyūb al-Ṭabarānī. Al-Muʿjam al-Awsaṭ. Edited by Ṭāriq ibn ʿAwaḍ Allāh ibn Muḥammad and ʿAbd al-Muḥsin ibn Ibrāhīm. 1st ed. Cairo: Dār al-Ḥaramayn, 1415 AH.

Al-Tirmidhī, Muḥammad ibn ʿĪsā ibn Sawrah al-Tirmidhī. Sunan al-Tirmidhī. Edited by Bashshār ʿAwwād Maʿrūf. Beirut: Dār al-Gharb al-Islāmī, 1998.

Ayyūb, Ḍākṭar Muḥammad. "Islāmī Bainkārī aur Ghair Sūdī Muʿāshī: ʿAhd-i Nabawī ṣallá Allāh ʿalayhi wa-sallam ke Tanāẓur meṉ." Islāmik Isṭaḍīz 42, no. 3 (2003): 110–128.

Ḥamīdullāh, Ḍākṭar Muḥammad. "ʿAhd-i Nabawī ṣallá Allāh ʿalayhi wa-sallam meṉ Niẓām-i Ḥukūmat aur Māliyāt." Islāmik Kalchar 15, no. 1 (1941): 12–35.

Ibn Ḥibbān, Muḥammad ibn Ḥibbān ibn Aḥmad al-Tamīmī al-Bustī. Ṣaḥīḥ Ibn Ḥibbān. Edited by Shuʿayb al-Arnāʾūṭ. 2nd ed. Beirut: Muʾassasat al-Risālah, 1414 AH.

Ibn Mājah, Muḥammad ibn Yazīd al-Qazwīnī. Sunan Ibn Mājah. Edited by Shuʿayb al-Arnāʾūṭ, ʿĀdil Murshid, Muḥammad Kāmil Qarah Ballī, and ʿAbd al-Laṭīf Ḥirz Allāh. 1st ed. Damascus: Dār al-Risālah al-ʿĀlamiyyah, 1430 AH.

Ibn Saʿd, Muḥammad ibn Saʿd ibn Manīʿ al-Hāshimī al-Baghdādī. Al-Ṭabaqāt al-Kubrā. 1st ed. Beirut: Dār Ṣādir, 1968.

Ibn Shabbah, ʿUmar ibn Shabbah ibn ʿUbaydah al-Numayrī al-Baṣrī. Tārīkh al-Madīnah al-Munawwarah. Edited by ʿAlī Muḥammad Dandal and Yāsīn Saʿd al-Dīn Bayān. Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1417 AH.

Kauṡar, Ḍākṭar Mihrīn. "Islām kā Taṣawwur-i Kafālat-i ʿĀmmah aur Riyāsat-i Madīnah." Majallah al-Sīrah 22, no. 2 (2014): 45–58.

Khalīlī, Ḍākṭar Muḥammad Ṭāhir. "Riyāsat-i Madīnah kā Muʿāshī Niẓām aur ʿAṣr-i Ḥāẓir ke Taqāẓe." Al-Aḍwāʾ 34, no. 52 (2019): 45–60.

Mannān, Ḍākṭar Em. Ae. "Islāmī Muʿāshiyāt: Naẓariyyah o ʿAmal." Lahore: Islāmik Pablīkeshanz, [n.d.].

Naqvī, Profaisar Sayyid Nawwāb Ḥaidar. "Islāmī Niẓām-i Maʿīshat aur Zamīnī Ḥuqūq." In Islāmī Iqtiṣādiyāt. Islamabad: Pākistān Instīṭiyūṭ āf Ḍevelapmenṭ Ikanāmiks (PIDE), 2011.

Raḥmān, Ḍākṭar Mujīb al-Raḥmān. "Islāmī Niẓām-i Maʿīshat meṉ Qarẓ-i Ḥasanah kī Ahammiyyat aur Gharīb Ṭabqe kī Baḥyālī." Al-Idrāk 5, no. 2 (2020): 112–130.

Rashīd, Ḍākṭar ʿĀbid. "Islāmī Niẓām-i Waqf: Riyāsat-i Madīnah se Jadīd Daur tak." Majallah Ẓiyāʾ-i Taḥqīq 8, no. 1 (2018): 150–168.

Rifʿat, Ḍākṭar Muḥammad. "Islām kā Niẓām-i Zakāt aur Jadīd Muʿāshī Masāʾil." Taḥqīqāt-i Islāmī 25, no. 2 (2006): 15–32.

Sayyid Muḥammad Anwar, Ḍākṭar. "Islāmī Muʿāshiyāt meṉ Ṣarf-i Daulat ke Ḥudūd o Quyūd." Majallah Taḥqīqāt-i Islāmī 18, no. 3 (1999): 8–24.

Ṣiddīqī, Ḍākṭar Muḥammad Najātullāh. "Islām kā Naẓariyyah Infāq aur Samājī ʿAdl." Jeddah: Islāmik Ikanāmiks Rīsarch Senṭar, Shāh ʿAbd al-ʿAzīz Yūnīwarsiṭī, 1990.

Thānī, Ḍākṭar Ḥāfiẓ Muḥammad. "ʿAhd-i Nabawī meṉ Mārkiṭ Regyūleshan aur Ṣārifīn ke Ḥuqūq." Majallah Maʿārif-i Islāmiyyah 10, no. 4 (2015): 65–82.

Ṭufail Hāshimī, Profaisar Ḍākṭar Muḥammad. "ʿAhd-i Nabawī ṣallá Allāh ʿalayhi wa-sallam meṉ Daulat ke Irtikāz kā Khātimah." Fikr o Naẓar 32, no. 1 (1994): 40–55.

———. "ʿAhd-i Nabawī meṉ Afrādī Quwwat kī Tarbiyat aur Muʿāshī Istiḥkām." Fikr o Naẓar 48, no. 4 (2011): 25–42.

Zafar, Ḍākṭar Muḥammad. "ʿAhd-i Nabawī ṣallá Allāh ʿalayhi wa-sallam meṉ Zirāʿī Pālīsī aur is ke Muʿāshī Asarāt." Maʿārif-i Islāmiyyah 15, no. 2 (2016): 88–105.